نمبر ۳ | ۲۲ ربیع الاول سنہ ۱۳۵۳ھ | یوم پنجشنبہ | مطابق ۵ جولائی سنہ ۱۹۳۴ء | جلد ۲۲

خاندانِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں مسرت انگیز تقریب

تو نے ہی میرے جانی خوشیوں کے دن دکھائے ٭ یہ روز کر مبارک سُبحان من یّرانی

۲۔جولائی سنہ ۱۹۳۴ء کا دوشنبہ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں واقعی مبارک دوشنبہ کہلانے کا مستحق ہے۔کہ اس دن حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے پوتے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے فرزند ارجمند صاحبزادہ حافظ میرزا ناصر احمد صاحب بی۔اے۔مولوی فاضل کا نکاح حضرت نواب محمد علیخان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کی صاحبزادی اور حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی نواسی سیّدہ منصورہ بیگم صاحبہ کے ساتھ اور حضرت صاحبزادہ میرزا شریف احمد صاحب کے فرزند ارجمند صاحبزادہ میرزا منصور احمد صاحب کا نکاح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی صاحبزادی سیّدہ ناصرہ بیگم صاحبہ کے ساتھ ایک ایک ہزار روپیہ مہر پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے بعد نماز عصر مسجد اقصےٰ میں پڑھا۔اس مبارک تقریب پر حضور نے ایک نہایت عارفانہ اور لطیف خطبہ پڑھا۔

جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد کی ذمہ داریوں کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں انسان کی پیدائش کے متعلق فرماتا ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ یعنی میں نے جن و انس کو صرف ایک مقصد کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ وہ میرے عبد بن جائیں۔ صفات الٰہیہ کو اپنے اندر داخل کر لیں اور اس کے مظہر کامل ہو جائیں۔ اور ان میں سے ہر شخص باوجود بندہ ہونے کے اللہ تعالیٰ کا ظل ہو۔

اس مقصد کے حصول کے لئے پہلا انسان جسے ذمہ وار قرار دیا گیا قرآن کریم نے اسے آدم کے نام سے موسوم کیا حضرت آدم ظاہر ہوئے اور انہوں نے دنیا میں خدا تعالیٰ کے وجود کو ظاہر کرنے کی پوری کوشش کی حضرت آدم کا زمانہ گزرا۔ تو حضرت نوح کا زمانہ آیا اور خدا تعالیٰ نے جلالی نشانوں کے ذریعہ اپنی عبودیت کو پھر قائم کیا۔ اس کے بعد خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کے ذریعہ اپنا نور قائم کیا۔ اور جب ابراہیمی نور مدھم ہو گیا۔ تو خدا نے حضرت موسیٰؑ کی شکل میں اپنا نور ظاہر کیا۔ اور حضرت موسیٰؑ کے بعد خدا نے نبیوں کا سلسلہ تواتر کے ساتھ شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ آیا۔ اور جب عیسوی سلسلہ میں بھی کمزوری آگئی۔ تو خدا نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ کو مبعوث فرمایا لیکن آپ کیلئے بھی مقدر تھا۔ کہ کچھ عرصہ کے بعد آپؐ کا نور بھی مدھم ہو جائے۔ بلکہ ایک ایسا فتنہ مقدر تھا جسکی مثال دنیا میں نہیں ملتی۔ خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خلق آدم سے لیکر قیامت تک اس سے بڑا فتنہ کوئی ظاہر نہیں ہوا ہو گا۔ اس کے مقابلہ کے لئے مقدر تھا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانی اولاد اور آپ کے شاگردوں میں سے ایک شخص کو کھڑا کیا جائے۔ اور اس کے ذریعہ اس دجال کا جس نے ایمان کو خطرہ میں ڈال دیا۔ سر کچلا جائے۔ چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے جب دریافت کیا گیا۔ کہ یا رسول اللہ دجالی فتن کا کیا علاج ہو گا۔ تو آپ نے سلمان فارسی کی پیٹھ پر ہاتھ رکھا۔ اور فرمایا۔ اگر ایمان ثریا سے بھی معلق ہو جائیگا۔ تو اہل فارس میں سے کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں گے۔ جو پھر دنیا میں ایمان قائم کر دیں گے۔ پھر مخلوق کو اس کے خالق سے ملا دیں گے۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ یہ خالی پیشگوئی نہیں۔ بلکہ ایک آواز ہے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابنائے فارس کو دی۔ ایک اپیل ہے۔ جو ان سے کی۔ آپ نے بتایا۔ کہ جب میری امت پر وہ وقت آئے گا۔ کہ اسلام مٹ جائیگا۔ دجال کا فتنہ غالب آجائے گا۔ جب ایمان مفقود ہو جائے گا۔ جب رات کو انسان مومن ہو گا۔ اور صبح کافر۔ صبح مومن ہو گا۔ اور شام کافر۔ اس وقت آپ فرماتے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ سلمان فارسی کی اولاد میں سے کچھ لوگ کھڑے ہو جائیں گے۔ جو پھر ایمان کو دنیا میں قائم کریں گے۔

میں آج اس امانت اور ذمہ واری کو ادا کرتا ہوں۔ اور آج ان تمام افراد کو جو رجل فارسی کی اولاد میں سے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ پیغام پہونچاتا ہوں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت محمدیہ کی تباہی کے وقت امید ظاہر کی ہے۔ کہ ابناء فارس دنیا کی لالچوں۔ حرصوں اور ترقیات کو چھوڑ کر صرف ایک کام کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیں گے۔ اور وہ کام یہ ہے۔ کہ اسلام کا جھنڈا دنیا میں بلند کیا جائے۔

یہ امید ہے جو خدا کے رسولؐ نے کی۔ اب میں ان پر چھوڑتا ہوں کہ وہ اس کا کیا جواب دیتے ہیں۔ خواہ میری اولاد ہو۔ یا میرے بھائیوں کی۔ وہ اپنے دلوں میں غور کر کے دیکھیں۔ کہ ان پر کیا ذمہ واریاں عائد ہوتی ہیں۔

اس سلسلہ میں حضور نے جماعت کو بھی اس کی ذمہ واریوں کی طرف متوجہ کیا۔ مفصل خطبہ انشاء اللہ العزیز بعد میں درج کیا جائے گا۔

اس تقریب سعید پر ہم جماعت احمدیہ کی طرف سے حضرت ام المومنین سلمہا اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔ سیدہ ام ناصر احمد صاحب حضرت صاحبزادہ میرزا شریف احمد صاحب۔ سیدہ ام منصور احمد صاحب حضرت نواب محمد علی خان صاحب۔ سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ اور حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب کی خدمت میں بالخصوص اور دیگر ممبران خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بالعموم صمیم قلب سے ہدیہ تبریک و تہنیت پیش کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان تعلقات کو تمام خاندان اسلام اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے برکات اور خوشیوں کا موجب بنائے۔ آمین اللھم آمین۔

اس خوشی میں مدارس اور دفاتر صدر انجمن احمدیہ میں دو یوم کی تعطیل کی گئی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۲ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ | جلد ۲۲

گاندھی جی پر بم تشدد کرنیوالوں کی حوصلہ افزائی کا نتیجہ ہے

تشدد کے خلاف متحدہ کوشش کی ضرورت

عبرتناک نظارہ

کتنا عبرتناک اور سبق آموز نظارہ ہے۔ کہ وہی گاندھی جی جو تمام ہندوستان کو عدم تشدد سکھانے کے مدعی تھے جو ہندوستان کو آزادی دلانے کے لئے عدم تشدد کو سب سے کامیاب طریق بتاتے تھے۔ اور جن کا دعویٰ تھا۔ کہ گورنمنٹ ہند محض ان کی وجہ سے تشدد اور خونریزی سے محفوظ ہے۔ وہ خود تشدد کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ غیروں کی طرف سے نہیں۔ بلکہ اپنی قوم اور اپنے ہم مذہب لوگوں کی طرف سے۔ اپنے شاگردوں۔ اور عقیدت مندوں کی طرف سے۔ جب سیاسیات میں ان کی تمام تحریکات ناکام ہو چکیں۔ اور انہوں نے سیاسیات سے علیحدگی اختیار کر کے اچھوتوں کے متعلق ہندو دھرم کی روایات کے خلاف جد وجہد شروع کی۔ تو تلخ و ترش فقروں اور ہتک آمیز طعنوں سے ان کی مخالفت کی کھلم کھلا ابتدا ہوئی۔ ان پر طرح طرح کے آوازے کسے جانے لگے۔ سیاہ جھنڈیوں سے ان کا استقبال ہونے لگا۔ ان کے رستہ کو روکنے کی کوشش کی گئی۔ ان کی تقریروں میں خلل ڈالا گیا۔ اور پھر اس سے آگے بڑھ کر ان پر دست درازی شروع کر دی گئی۔ بھرے جلسہ میں ان پر گندے انڈے پھینکے گئے۔ انہیں کھینچے گھسیٹنے کی کوشش کی گئی تھی۔ کہ ان کی موٹر پر رات کی تاریکی میں لاٹھیوں اور پتھروں سے اس شدت کے ساتھ حملہ کیا گیا۔ کہ گاندھی جی کو کہنا پڑا۔ وہ خوش قسمتی سے جانبر ہو گئے ہیں۔ ورنہ حملہ آوروں نے ان کو ہلاک کرنے میں اپنی طرف سے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ اس حملہ کو ایک گہری سازش اور پختہ منصوبہ کا نتیجہ قرار دیا گیا۔ اور کہا گیا۔ کہ اس کا جال دور دور تک پھیلا ہوا ہے۔

حامیان گاندھی جی کی ناکام کوشش

جب یہاں تک نوبت پہنچ گئی۔ تو گاندھی جی کے حامیوں نے ہر رنگ میں اس بات کی کوشش کی۔ کہ نفرت و حقارت غصہ و رنج کا وہ جذبہ جو لوگوں میں روز بروز بڑھتا جا رہا ہے کسی طرح کم ہو۔ اور اگر وہ گاندھی جی کی عزت و توقیر کرنے اور انہیں پہلے کی طرح قدر و وقعت کی نظر سے دیکھنے کے لئے تیار نہیں۔ تو کم از کم نام نہاد عدم تشدد کے اس دیوتا پر تشدد تو نہ شروع کر دیں۔ اس غرض کے لئے بڑی دردناک اپیلیں کی گئیں۔ اور یہاں تک کہا گیا۔ کہ "آج نظر اٹھا کر دیکھنے پر ہمیں ایک بھی ایسا آدمی نظر نہیں آتا۔ جو گاندھی جی کے بعد ملک کی رہنمائی کر سکے۔ اس لئے ان کی کمزوریوں کے باوجود دل کی گہرائیوں میں ہم محسوس کرتے ہیں۔ کہ ہمیں ان کی ضرورت ہے" مگر کوئی اثر نہ ہوا۔ اور ع

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

گاندھی جی پر بم

حتے کہ نوبت بایں جا رسید کہ وہی خطرناک حربہ جو بہت سے بے گناہ سرکاری افسروں۔ اور ملک میں امن قائم رکھنے کی کوشش کرنے والے دوسرے لوگوں پر استعمال کر کے نہایت وحشیانہ طور پر ان کی زندگیوں کا خاتمہ کیا گیا۔ گاندھی جی پر چلا دیا گیا۔ چنانچہ گاندھی جی جب ۲۵۔ جون کو ۷½ بجے میونسپل ہال پونا میں آنے والے تھے۔ تو ان کی موٹر کار کی آمد کے منتظر سکاؤٹوں نے ایک موٹر کو اپنی طرف آتے دیکھ کر ساڑھے سات بجے سے چند منٹ پہلے بینڈ بجایا۔ جونہی بینڈ کی آواز بلند ہوئی۔ بم پھٹنے کا زور کا دھماکا ہوا۔ اس وقت یہ سمجھا گیا۔ کہ گاندھی جی کے استقبال کے لئے پٹاخے چلائے گئے ہیں۔ لیکن جلد ہی معلوم ہو گیا۔ کہ بم پھٹا ہے۔ جس سے موٹر میں سوار سات اشخاص زخمی ہو گئے۔ بم دراصل گاندھی جی پر پھینکا گیا تھا۔ مگر وہ خوش قسمتی سے اس موٹر میں نہ تھے۔ جو ان کی سمجھی گئی۔ بلکہ سات والنٹیر اس میں سوار تھے جنہیں چوٹیں لگیں۔

گاڑی کو گرانے کی کوشش

اس افسوسناک حادثہ کی وجہ سے گاندھی جی کی پونا سے روانگی کے وقت پولیس کو ان کی حفاظت کا بہت وسیع پیمانہ پر انتظام کرنا پڑا۔ اور انہیں بخیریت گاڑی پر سوار کرا دیا۔ لیکن بمبئی کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ

"پونا اور بمبئی کے درمیان اشنٹ ریلوے سٹیشن پر گاندھی جی کی گاڑی کو پٹڑی سے گرانے کی کوشش کی گئی۔ جبکہ وہ پونا میں حادثہ بم سے بچ جانے کے بعد بمبئی تشریف لے جا رہے تھے" (ملاپ یکم جولائی)

بیان کیا گیا ہے۔ کہ ۲۴۔ اپ ٹرین اسی وقت آئی تھی جبکہ مہاتما جی کی گاڑی آئی تھی۔ شرارت کرنے والوں نے لائن پر ایسی جگہ رکاوٹ رکھی تھی۔ کہ اگر خدانخواستہ کہیں یہ ذلیل کوشش کامیاب ہو جاتی۔ تو دونوں گاڑیاں عین ایک ہی جگہ ایک ہی وقت ایک دوسرے کو کراس کرتے وقت تیزی سے چلتی ہوئی لائن سے نیچے گر جاتیں۔ لیکن شرارت کرنے والوں نے اس سے بھی زیادہ شیطانی حرکت کی۔ اور مہاتما جی کی گاڑی کو ایسی جگہ الٹانے کی کوشش کی۔ جہاں ریلوے لائن کے عین قریب دریائے اندرانی بہتا ہے۔ اگر یہ ہولناک حادثہ ہو جاتا۔ تو نہ جانے کس قدر عظیم اور ناقابل بیان نقصان ہوتا۔ مہاتما جی پر یہ حملہ ان پر بم پھینکے جانے کی ناکام کوشش کے دوسرے دن کیا گیا" (ملاپ یکم جولائی ۱۹۳۴ء)

قانون شکنی کا شرمناک مظاہرہ

یہ واقعات جہاں نہایت ہی افسوسناک ہیں وہاں گاندھی جی اور ان کے حامیوں کے لئے اس امر کو پایۂ ثبوت تک پہونچا رہے ہیں۔ کہ ان کی قانون شکنی کی تحریک اور تشدد کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کی جد وجہد نے نہ صرف ملک کو بلکہ خود ان کو بھی سخت خطرہ میں ڈال دیا ہے۔ بم بازی کیا ہے قانون شکنی کا ہی شرمناک مظاہرہ ہے۔ اور بم پھینکنے والے کون ہیں۔ وہی جن کی ہر موقعہ پر کسی نہ کسی رنگ میں حوصلہ افزائی کی گئی۔ اس کے متعلق مثالیں تو بہت سی پیش کی جا سکتی ہیں۔ لیکن ایک ہی مثال کافی معلوم ہوتی ہے۔ ۱۹۳۱ء میں کانگرس کے اجلاس کراچی میں گاندھی جی نے بھگت سنگھ ایسے خطرناک تشدد پسند اور تشدد کرنے والے کی دیش بھگتی (حب وطن) کا اعلان کیا۔ اس کی پھانسی کو شہادت کا نام دیا۔ اور دوسروں کو تلقین کی۔ کہ اس کی دیش بھگتی اور بے خوفی کی تقلید کریں۔ اور اسے پھانسی کی سزا دینے کو حکومت کا غنڈا پن قرار دیا۔

گاندھی جی کیوں نشانہ تشدد بن رہے ہیں

ان حالات میں تشدد پسندوں میں اضافہ ہوتا گیا۔ اور یہ خطرہ روز بروز بڑھتا گیا۔ کہ ہندوستان تباہی کی طرف جا رہا ہے۔ حقیقت شناس حلقوں کی طرف سے اس کے خلاف پرزور آواز اٹھائی گئی۔ کانگرس اور گاندھی جی کو بتایا گیا۔ کہ وہ اس قسم کی تحریکات سے دست بردار ہو جائیں۔ جو قانون کے احترام کو مٹانے والی اور تشدد کی طرف لے جانے والی ہیں۔ مگر انہوں نے کوئی توجہ نہ کی۔ بلکہ تشدد پسندوں کی حوصلہ افزائی کرتے رہے۔ آخر وہی ہوا۔ جو ہونا چاہیئے تھا۔ کہ جب گاندھی جی بے شمار جانی و مالی نقصان کرانے کے بعد سیاسیات میں کلیتہً ناکام ہو گئے۔ اور وہ سبز باغ نذرِ خزاں بن گئے۔ جو دکھا دکھا کر گاندھی جی عوام کو قانون شکنی اور سول نافرمانی کرا رہے تھے۔ اور ثابت ہو گیا۔ کہ ان کی تحریکات پر عمل کر کے آزادی حاصل کرنا تو الگ رہا۔ ملک بے شمار مصائب اور نامرادیوں میں مبتلا ہو چکا ہے۔ تو وہ لوگ جن کے موہنوں کو تشدد کا خون لگ چکا تھا۔ اور جو تشدد کرنے کے عادی ہو چکے تھے۔ انہوں نے اپنی ناکامیوں کا باعث گاندھی جی کو قرار دے کر ان کے خلاف تشدد سے کام لینا شروع کر دیا۔

گاندھی جی پر تشدد کرنے والے کون ہیں

اب گاندھی جی پر بم پھینکنے اور ان کی جان لینے کی کوشش کرنے کا الزام بغیر کسی ثبوت کے ان ہندوؤں پر عائد کیا جا رہا ہے۔ جن کے مذہب پر گاندھی جی سیاسیات میں ناکام ہونے کے بعد حملہ آور ہو رہے ہیں۔ یعنی سناتن دھرمی ممکن ہے۔ بظاہر یہی ایسا ہی ہو۔ اور حملہ آوروں نے اسی طرح دوسری شکل اختیار کر رکھی ہو جس طرح سرکاری حکام پر حملے کرنے اور خونریزی کے مرتکب ہونے والے ہندو کئی جگہ مسلمانوں کی شکل اختیار کر چکے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ اس آڑ میں وہی لوگ کام کرتے نظر آتے ہیں۔ جو گاندھی جی کی قانون شکنی کی تحریک سے متاثر ہو کر قتل و خونریزی کو کامیابی کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ اور جو تشدد کے عادی ہو چکے ہیں۔ جب انہوں نے دیکھا کہ گاندھی جی انہیں فائدہ پہنچانے کی بجائے سخت نقصان پہنچانے کا موجب بن چکے ہیں۔ ان کی تکالیف کو دور کرنے کی بجائے ان میں اضافہ کر چکے ہیں۔ تو ان کی توجہ گاندھی جی کی طرف منعطف ہوئی۔ اور انہوں نے ان کا فیصلہ کرنے کے لئے وہی سبق دوہرانا شروع کر دیا۔ جو گاندھی جی کی قانون شکنی نے انہیں سکھایا تھا۔ اور آج یہ حالت ہے۔ کہ گاندھی جی کی جان کے لالے پڑے ہوئے ہیں۔ اور ان کی جان کی حفاظت کا فرض اسی حکومت کی پولیس نہایت سرگرمی کے ساتھ ادا کر رہی ہے جسے گاندھی جی شیطانی حکومت قرار دیتے اور جس کو الٹنے کے لئے وہ اپنا سارا زور صرف کر چکے ہیں۔

ایک سوال

ہم ان تشدد پسندوں کو جنہوں نے گاندھی جی کی جان لینے کی جدوجہد شروع کر رکھی ہے۔ اسی طرح قابل نفرت اور لائق مذمت سمجھتے ہیں جس طرح ان لوگوں کو جو سرکاری افسروں اور حکومت سے تعاون کرنے والے لوگوں کے قتل کا ارتکاب کرتے رہے ہیں۔ اور حکومت کو قابلِ تعریف سمجھتے ہیں۔ جو گاندھی جی کی جان کی حفاظت کے لئے ہر ممکن انتظام کر رہی ہے۔ اور جس نے ان پر بم پھینکنے والے کی گرفتاری کے لئے انعام کا اعلان کیا ہے لیکن گاندھی جی۔ اور ان کے حامیوں سے اتنا دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ کیا اب بھی انہیں اس بات میں کوئی شک و شبہ ہے کہ باوجود ان کے عدم تشدد کے دعاوی کے ملک میں ایسے لوگ پیدا ہو چکے ہیں۔ جو تشدد پر کاربند ہیں۔ اور قانون شکنی کی تحریک نے جن کی اخلاقی حالت اس قدر گرا دی ہے۔ کہ جس کسی سے انہیں اختلاف ہو۔ اس کا خون بہانا جائز قرار دیتے ہیں۔ اور ان کے نزدیک ہر معاملہ کے فیصلہ کا بہترین طریق قتل و خونریزی بن گیا ہے۔ خواہ وہ معاملہ ان کے اور حکومت کے درمیان ہو خواہ ان کے اور گاندھی جی کے درمیان اور کیا ایسے لوگوں کا وجود ملک کے لئے نہایت ہی خطرناک اور تباہ کن نہیں ہے۔ اگر ہے۔ اور یقیناً ہے۔ تو کیا وہ ان کا قلع قمع کرنے کے لئے عملی طور پر جدوجہد کرنے کے لئے تیار ہیں۔

تشدد کا قلع قمع کرنے کی ضرورت

حیرت ہے۔ کہ گاندھی جی پر پے در پے قاتلانہ حملوں نے ان کے حامیوں کو غم و غصہ سے بے تاب کر دیا ہے۔ اور وہ حملہ آوروں کے متعلق اس قسم کے درشت اور کرخت الفاظ کثرت کے ساتھ استعمال کر رہے ہیں۔ جو آج تک کبھی انہوں نے کسی وحشتناک سے وحشتناک حادثہ تشدد کا ارتکاب کرنے والوں کے متعلق استعمال نہیں کئے۔ مگر باوجود اس کے کسی نے تشدد پسندوں کی شرمناک سرگرمیوں کے انسداد کی کوئی صورت پیش نہیں کی۔ حالانکہ ضروری ہے۔ کہ اب جبکہ پانی سر سے گزر چکا ہے۔ اور تشدد پسند حکومت کے افسروں کے علاوہ گاندھی جی کو بھی اپنا شکار بنانے کے لئے چل پڑے ہیں۔ تو تمام ہمدردانِ وطن۔ اور خیر خواہانِ ملک سب سے پہلے تشدد پسندوں کی اصلاح کی طرف توجہ کریں۔ اور جب تک ان کے وجود سے ملک کو صاف نہ کر لیں اس وقت تک چین نہ لیں۔ ورنہ یاد رکھیں۔ جو لوگ گاندھی جی کی جان لینے کے درپے ہو چکے ہیں۔ ان کے مدنظر صرف گاندھی جی ہی نہیں ہو سکتے۔ وہ اس میں کامیاب ہونے کے بعد یا ممکن ہے اس کے ساتھ ہی اور لیڈروں کو بھی اپنا نشانہ بنانا شروع کر دیں اور پھر ملک میں ایسی تباہی و بربادی برپا کر دیں۔ جو نہایت ہی ہولناک ہو۔ پس دور اندیشی اور عاقبت بینی کا تقاضا ہے۔ کہ اس فتنہ کو جلد سے جلد دور کرنے کی کوشش کی جائے۔ اور ہر شخص خواہ وہ کانگرسی ہو۔ یا مہاسبھائی۔ مکمل سوراجیہ حاصل کرنے کا شائق ہو۔ یا ہندو راج قائم کرنے کا خواہشمند۔ تشدد پسندوں کے مقابلہ میں حکومت کے ساتھ پورا پورا تعاون کرے۔ سرکاری حکام کو صحیح اور پوری واقفیت بہم پہنچائے۔ اور ان کے ساتھ مل کر ان کی امداد حاصل کرے اور ہر اس شخص کی خلاف قانون اور خلاف امن سرگرمیوں کا انسداد کرنا اپنا فرض سمجھے۔ جو تشدد کا مرتکب ہو چکا۔ یا اس کی تیاریوں میں مصروف ہے۔ کیونکہ ہندوستان کے امن۔ ہندوستان کی خوشحالی اور ہندوستان کی ترقی کے لئے ضروری ہے۔ کہ تشدد پسندوں کا وجود یہاں نہ پایا جائے۔

رشوت ستانی کا انسداد

پنجاب سول سروس (شعبہ عدالت) کے ارکان نے حال میں چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا۔ جس کے جواب میں چیف جسٹس نے دیگر اہم امور کے علاوہ یہ بھی بیان کیا۔ کہ "میں نے اس امر کے متعلق اطمینان کر لیا ہے۔ کہ اس صوبہ میں محکمۂ عدالت کے افسروں کی ایک قلیل تعداد اور عدالتی عملہ کا ایک بڑا حصہ رشوت ستانی کی قبیح عادت میں مبتلا ہے۔ اہل مقدمہ کے نزدیک سرکار اور وکیلوں کو روپیہ ادا کرنے میں کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن کوئی وجہ نہیں۔ کہ وہ اور لوگوں کی جیبیں کیوں بھریں۔ مجھے امید ہے۔ کہ آپ تمام اصحاب رشوت کا انسداد کریں گے۔ آپ اس بات کو اچھی طرح سے سمجھ لیجئے۔ کہ میں عدالت کے اس حاکم کی جو اچھے فیصلے لکھنے کی قابلیت رکھتا ہے۔ اتنی قدر نہیں کرونگا۔ جتنی اس عہدیدار کی جو اپنے ماتحت عملہ کی نگرانی اور انصاف کے معاملہ میں اپنے فرائض کو ایمانداری کے ساتھ انجام دیتا ہے۔"

مقدمہ بازی بجائے خود تباہی و بربادی کا موجب ہے لیکن جب ان ہی عدالتوں میں جہاں سے انصاف حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔ رشوت ستانی کرنے والے موجود ہوں تو مقدمہ بازوں کی بربادی میں کیا شبہ رہ جاتا ہے۔ یہ نہایت خوشی کا مقام ہے۔ کہ چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ نے اس طرف خاص توجہ مبذول کی ہے۔ اور امید ہے۔ اس برائی کا بہت کچھ انسداد ہو جائے گا۔ قانون پیشہ اصحاب اور خود پبلک کو اس بارے میں پوری پوری امداد کرنی چاہیئے۔ کیونکہ یہ ایک ایسا امر ہے۔ جس میں پبلک کے تعاون کے بغیر کامیابی ناممکن ہے۔ چیف جسٹس عدالت عالیہ کے عزم کے ساتھ اگر پبلک کے اندر اس سلسلہ میں اپنی ذمہ داری کا احساس پیدا ہو جائے۔ تو یہ لعنت نہایت آسانی کے ساتھ دور ہو سکتی ہے۔

احمدیت پر اعتراضات کے جواب

اخبار "النجم" (لکھنؤ) کی غلط بیانیاں

(۲)

لکھنؤ کے اخبار "النجم" نے احمدیت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس پر جو بے سروپا اعتراضات کئے۔ ان کے ایک حصہ کا جواب ایک گذشتہ پرچہ میں دیا جاچکا ہے۔ بقیہ اعتراضات کا جواب اب پیش کیا جاتا ہے۔

مجدد وقت اور علماء عصر

"النجم" لکھتا ہے۔ "یہ عہدۂ مجددیت مرزا صاحب نے نواب صدیق حسن صاحب مرحوم بھوپالی کی کتاب حجج الکرامہ سے لیا ہے۔ مصنف کتاب نے اپنے عقیدہ کے لحاظ سے چودھویں صدی کے آغاز میں مہدی کا ظہور اور عیسیٰ علیہ السلام کے نزول ہونے کے لئے لکھا ہے۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ مصنف نے ایک عجیب بات بھی تحریر کر دی ہے۔ کہ اگر ایسا نہ ہوا۔ تو پھر ہندوستان کا کوئی عالم باعمل چودھویں صدی کا مجدد ہوگا مرزا صاحب کا جو زمانہ مجددیت تجویز کیا جاتا ہے۔ اس وقت ماشاء اللہ خود مرزا صاحب کے استاد مولوی گل علی شاہ صاحب خاتم المحدثین شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب مہاجر مدنی علامہ انور شاہ صاحب حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی صاحب قدوۃ السالکین امام العارفین حضرت شاہ وارث علی صاحب اور مفتی اعظم کابل وغیرہم طول و عرض ہند میں موجود تھے"۔

عہدہ مجددیت کا نواب صدیق حسن صاحب کی کتاب سے لینا بھی اسی علم و عقل کی بنا پر لکھا گیا ہے۔ جس سے "النجم" نے دوسرے اعتراضات کئے ہیں۔ جب مجدد کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنا ارشاد موجود ہے۔ تو نواب صدیق حسن صاحب کی کتاب سے اس عہدہ کو لینے کا کیا مطلب۔ باقی رہا یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوئے مجددیت کے وقت اور علماء موجود تھے۔ ہم مانتے ہیں۔ کہ تھے۔ لیکن کیا ان میں سے کسی ایک نے بھی دعوئے مجددیت کیا۔ مجددین کو اللہ تعالیٰ تجدید دین کے لئے مبعوث کرتا ہے۔ لیکن جو دعوے ہی نہ کرے۔ اور دنیا کو یہ نہ بتائے۔ کہ مجھے اس غرض سے اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں مبعوث کیا ہے۔ اور اس طرح لوگوں کو مستفیض ہونے کا موقعہ نہ دے۔ وہ خواہ کتنا بڑا عالم کیوں نہ ہو۔ اس کا وجود راستبازمدعی کے دعوے پر کسی صورت میں اثر انداز نہیں ہوسکتا۔ پس جس شخص کو اللہ تعالیٰ مجددیت کے منصب پر فائز کرے۔ اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ اپنی حیثیت اور پوزیشن سے لوگوں کو آگاہ کرے ورنہ کسی کو کیا معلوم کہ اس صدی کا مجدد کون ہے۔ اور لوگوں کو علم نہ ہونے کی صورت میں اس کا آنا نہ آنا برابر ہے۔ اور یہ ثابت شدہ بات ہے۔ کہ اس صدی میں سوائے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور کسی نے دعوئے مجددیت نہیں کیا۔

عجیب و غریب اعتراض

پھر "النجم" لکھتا ہے:۔

"اہل ہنود میں قبل مسیح علیہ السلام۔ بھگوان کرشن جو سب سے پہلے مجدد ہیں۔ پھر رام چندر جی۔ گوتم بدھ۔ مہابیر اور مسیح علیہ السلام شنکر اچاریہ۔ کمار بلا بھٹ۔ رامانجن اچاریہ۔ گرو نانک جی۔ سوامی دیانند۔ تلک اور گاندھی وغیرہ مجدد ہیں۔ ہندو مذہب کی واقع میں ہر صدی کے آخر ہونے تک اس قدر صورت مسخ ہو جاتی ہے کہ جب تک دوبارہ غازہ نہ ملا جائے۔ پہچان نہیں ملتی ہے۔ اس لئے ہندوستان میں وقتاً فوقتاً مجدد پیدا ہوتے رہتے ہیں۔۔۔ ۔۔۔ مرزا صاحب اگر اس سلسلہ کے توسط سے مجدد ہونیکا دعوے کرتے تو یقیناً مسلمانوں کو اعتراض کرنے کا کوئی حق نہ تھا"۔

مطلب یہ کہ ہندو مذہب میں تو مجدد ہوتے رہتے ہیں۔ اور ہوسکتے ہیں۔ لیکن اسلام میں کسی مجدد کی بعثت کا کوئی امکان نہیں معلوم ایسا ہوتا ہے۔ کہ "حجۃ الاسلام حضرت امام اہل سنت نور اللہ برہانہ کے ظل عاطفت میں شائع ہونے والا۔ اسلامیان ہند کا واحد علمبردار" "النجم" بعثت مجددین کو بہت بڑا نقص سمجھتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اسلام کے دامن کو اس سے پاک و صاف ظاہر کر کے ہندو دھرم کو آلودہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ حالانکہ جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس بارے میں صاف و صریح پیشگوئی موجود ہے۔

بعثت مجدد صداقت کا ثبوت ہے

"النجم" کسی مجدد کا نہ آنا اسلام کے لئے باعث فضیلت سمجھتا ہے۔ حالانکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ غور فرمایئے۔ کہ ایک باغ ہے۔ جسکا مالک اس کی صفائی اور ترقی کے لئے اور دوسروں کی دست برد سے بچانے کے لئے ایک مستقل انتظام کرتا ہے۔ مگر ایک اور باغ ہے کہ اسے جب سے لگایا۔ پھر کبھی اس کی طرف توجہ نہ کی گئی۔ اور نہ ہی کسی کو اس کی خبر گیری کے لئے بھیجا گیا۔ اس سے کیا سمجھا جائیگا۔ کہ دونوں میں سے کس کے ساتھ مالک کا تعلق ہے اسی طرح اسلام میں مجددین کا آنا۔ اس کے لئے کسی قسم کی ہتک یا استخفاف کا موجب نہیں۔ بلکہ اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کو اس کی غور و پرداخت اور حفاظت کا خاص خیال ہے۔ اور وہ نہیں چاہتا۔ کہ نفس کے بندے اس میں اپنے قیاسات و خیالات اور اپنے مطلب کی باتیں داخل کر کے اس کی حقیقی شان اور اصل حقیقت کو بدل ڈالیں۔ بلکہ ہمیشہ اسے ایسی چیزوں سے پاک و صاف رکھنے کے لئے ایک مستقل انتظام کر رکھا ہے۔

تجدید دلیل زندگی ہے

مزید براں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ مجدد تجدید کے لئے آتا ہے۔ اور تجدید اسی چیز کی ہوسکتی ہے جس میں زندگی موجود ہو جب یہ کہا جائے کہ ہندو دھرم میں مجددین کا سلسلہ جاری ہے۔ تو اس کے یہ معنی ہونگے۔ کہ ہندو دھرم اس وقت تک زندہ اور اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل قبول ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چونکہ اسے اپنی رضا کے حصول کا رستہ قرار دیا ہے۔ اس لئے اس نے اس امر کا انتظام کر دیا ہے کہ اس میں کوئی دست برد نہ کر سکے۔ لیکن یہ بات اسلام کے پیشکردہ نظریہ کے بالکل خلاف ہے۔ اسلام ہمیں بتاتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد قرب الٰہی کے تمام رستے مسدود ہوگئے۔ اب خدا تک پہنچنے کا ایک ہی ذریعہ ہے۔ اور وہ اسلام ہے دیگر ادیان عالم اگرچہ اپنے اپنے زمانہ میں اللہ تعالیٰ تک پہنچانے کا ذریعہ تھے۔ مگر اسلام کے بعد ان پر عمل پیرا ہونا کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ اس اصل کے پیش نظر ہندو دھرم میں مجددین کے آنے کا مطلب معلوم نہیں۔ "النجم" کے نزدیک کیا ہے؟

حضرت مسیح کے معجزات

پھر لکھا ہے:۔

"حضرت مسیح علیہ السلام بہت بڑے جلیل القدر پیغمبر تھے۔ نصاریٰ انہیں کی امت ہیں۔ قرآن حکیم اور حدیث نبویہ میں آپ کی بڑی صفت و ثنا ہے۔ منجملہ ان کے آپ صاحب کتاب بالتشریع نبی تھے۔ آپ کو پروردگار عالم نے یہ معجزہ عنایت کیا تھا۔ کہ آپ اندھوں کو بینا۔ بیماروں کو اچھا کوڑھیوں کو تندرست اور اکثر مردوں کو قم باذن اللہ کہکر زندہ کر دیا کرتے تھے۔ برخلاف اس کے مرزا صاحب سے ڈپٹی عبد اللہ آتھم نام ایک بزرگ عیسائی سے دوران مباحثہ میں اپنے مسیح ابن مریم ہونے کا دعوے کیا۔ ڈپٹی موصوف نے اندھوں لولوں اور لنگڑوں کو جناب کے سامنے لا کھڑا کیا۔ اور گذارش کی۔ کہ اگر آپ واقعی ابن مریم ہیں۔ تو ان کی کھوئی ہوئی آنکھیں اور ٹانگیں درست کر دیجئے۔ اس وقت مرزا صاحب سے کچھ اور تو بن نہ پڑا محض رعب جمانے کی خاطر ایک پیشگوئی کر دی۔ کہ تو ۱۵ ماہ کے اندر مرجائیگا۔ اور ہاویہ میں گرایا جائیگا۔۔۔ مرزا صاحب نے جس تدبر و دور اندیشی کا اظہار ایسے موقعہ پر کیا ہے کہ عین مجمع میں سے عبد اللہ صاحب کو ٹالا اور خود جان بچا کر ٹلے قابل تعریف ہے"۔ اس کے متعلق اول تو یہ گذارش ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے متعلق قرآن کریم میں یہ کہیں ذکر نہیں۔ کہ وہ جسمانی اندھوں کو بینا۔ اور جسمانی مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ اور نہ ہی اسلام کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ کسی انسان کو ان باتوں

میں قدرت ہے لیکن اگر "انجم" کا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ قدرت حاصل تھی جو محض خدا تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے۔ تو پھر اسے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی فضیلت تسلیم کرنی پڑے گی۔ کیونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسے معجزات کا ظہور ثابت نہیں۔

اپاہجوں اور معذوروں کی شفاء یابی

رہا یہ کہنا کہ جب ڈپٹی عبداللہ آتھم نے اندھوں۔ لولوں اور لنگڑوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے لا کھڑا کیا۔ تو آپ سے کچھ اور تو بن نہ پڑا۔ محض رعب جمانے کی خاطر ایک پیشگوئی کر دی۔ کہ "تو پندرہ ماہ کے اندر مرجائے گا اور ہاویہ میں گرایا جائے گا۔" صریح دھوکہ دہی ہے۔ جب عیسائیوں کی طرف سے اپاہج اور معذور مریض پیش کئے گئے۔ تو حضور نے ان کے اس مطالبہ کا ایسا مسکت اور مدلل جواب دیا تھا کہ انہیں سوائے خاموشی کے کوئی چارہ نہ رہا تھا۔ اس مرحلہ پر پندرہ ماہ میں ہلاکت کی پیشگوئی آپ نے نہیں کی۔ بلکہ اس مطالبہ کا جو جواب دیا۔ اسے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ حضور علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں۔

"میں نے ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب کی خدمت میں یہ تحریر کیا تھا۔ کہ جیسے آپ دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ نجات صرف مسیحی مذہب میں ہے ایسا ہی قرآن میں لکھا ہے کہ نجات صرف اسلام میں ہے اور آپ کا تو صرف اپنے لفظوں کے ساتھ دعویٰ اور میں نے وہ آیات بھی پیش کر دی ہیں۔ لیکن ظاہر ہے کہ دعویٰ بغیر ثبوت کے کچھ عزت اور وقعت نہیں رکھتا سو اس بناء پر دریافت کیا گیا۔ کہ قرآن کریم میں تو نجات یافتہ کی نشانیاں لکھی ہیں۔ مگر آپ کے مذہب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نجات یافتوں یعنی حقیقی ایمانداروں کی لکھی ہیں۔ وہ آپ میں کہاں موجود ہیں۔ مثلاً جیسے کہ مرقس ۱۶۔۱۷ میں لکھا ہے۔ اور "وے جو ایمان لائیں گے ان کے ساتھ یہ علامتیں ہوں گی۔ کہ وہ میرے نام سے دیووں کو نکالیں گے اور نئی زبانیں بولیں گے۔ سانپوں کو اٹھا لیں گے۔ اور اگر کوئی ہلاک کرنے والی چیز پئیں گے انہیں کچھ نقصان نہ ہوگا۔ وے بیماروں پر ہاتھ رکھیں گے تو چنگے ہو جائیں گے۔" تو اب میں باادب التماس کرتا ہوں۔ اور اگر ان الفاظ میں کچھ درشتی یا مرارت ہو تو اس کی معافی چاہتا ہوں۔ کہ یہ تین بیمار جو آپ نے پیش کئے ہیں۔ یہ علامت تو بالخصوصیت مسیحیوں کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرار دے چکے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ اگر تم سچے ایماندار رہو تو تمہاری یہی علامت ہے کہ بیمار پر ہاتھ رکھو گے تو چنگا ہو جائے گا۔ اب گستاخی معاف اگر آپ سچے ایماندار ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ تو اس وقت تین بیمار آپ ہی کے پیش کردہ موجود ہیں۔ آپ ان پر ہاتھ رکھ دیں اگر وہ چنگے ہو گئے تو ہم قبول کر لیں گے۔ کہ بے شک آپ سچے ایماندار نجات یافتہ ہیں۔ ورنہ کوئی قبول کرنے کی راہ نہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح تو یہ بھی فرماتے ہیں۔ کہ اگر تم میں رائی کے دانہ برابر بھی ایمان ہوتا۔ تو اگر تم پہاڑ کو کہتے کہ یہاں سے چلا جا تو وہ چلا جاتا۔ مگر خیر میں اس وقت پہاڑ کی نقل مکانی تو آپ سے نہیں چاہتا۔ کیونکہ وہ ہماری جگہ سے دور ہیں۔ لیکن یہ تو بہت اچھی تقریب ہو گئی۔ کہ بیمار تو آپ نے ہی پیش کر دیئے۔ اب آپ ان پر ہاتھ رکھو اور چنگا کر کے دکھلاؤ ورنہ ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہاتھ سے جاتا رہیگا۔ مگر آپ پر یہ واضح رہے۔ کہ یہ الزام ہم پر عائد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اللہ جل شانہٗ نے قرآن کریم میں ہماری یہ نشانی نہیں رکھی۔ بالخصوصیت تمہاری یہی نشانی ہے۔ کہ جب تم بیماروں پر ہاتھ رکھو گے تو اچھے ہو جائیں گے۔ ہاں یہ فرمایا ہے کہ میں اپنی رضا اور مرضی کے موافق تمہاری دعائیں قبول کروں گا۔ اور کم سے کم یہ کہ اگر ایک دعا قبول کرنے کے لائق نہ ہو۔ اور مصلحت الٰہی کے مخالف ہو تو اس میں اطلاع دی جائے گی۔ یہ کہیں نہیں فرمایا۔ کہ تم کو یہ اقتدار دیا جائیگا کہ تم اقتداری طور پر جو چاہو وہی کر گذرو گے۔ مگر حضرت مسیح کا تو یہ حکم معلوم ہوتا ہے کہ وہ بیماروں وغیرہ کے چنگا کرنے میں اپنے متبعین کو اختیار بخشتے ہیں۔" (جنگ مقدس صفحہ ۹۵-۹۶)

ان الفاظ سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ عیسائیوں کے مطالبہ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "عبداللہ صاحب کو ٹالا" یا عیسائیت پر ایسی کاری ضرب لگائی۔ کہ اسے سر اٹھانے کے قابل نہ چھوڑا۔ لیکن وہ لوگ جو مسلمان کہلا کر عیسائیت کے مقابلہ میں اسلام کا غلبہ نہ دیکھنا چاہیں۔ وہ جو کچھ چاہیں کہہ سکتے ہیں۔

ضروری اعلان

بنام

جماعت ہائے صوبہ سرحد

تمام انجمن ہائے صوبہ سرحد کی خدمت میں عرض ہے کہ امسال بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت افراد جماعت کی آمد و چندہ کی تشخیص کا کام شروع ہے۔ اور صوبہ سرحد کی تشخیص کا کام اس خاکسار کے سپرد کیا گیا ہے۔ جہاں تک معلوم ہو سکا۔ تمام انجمنوں کے نام بجٹ فارم معہ تفصیل ہدایات تکمیل کے لئے بھیجے جا چکے ہیں۔ اور عرض کی گئی ہے۔ کہ ان فارموں کی تکمیل کر کے بعد تصدیق امیر یا پریذیڈنٹ جماعت بہت جلد میرے نام واپس فرمائیں اور کوشش کی جاوے۔ کہ پہلی مرتبہ ہی کوئی فرد درج ہونے سے رہ نہ جائے۔ تاکہ بار بار کی خط و کتابت میں وقت ضائع نہ ہو۔ نیز اگر کوئی دوست قریب کے مقامات میں ایسی جگہ ہوں۔ جہاں انجمن نہ ہو۔ تو ایسے افراد کو بھی نزدیک کی انجمن میں شامل کر لیا جائے۔ ایسے دوست خود بھی اپنے نام اور پتے خاکسار کو تحریر فرمائیں۔ تاکہ ان سے ہی خط و کتابت کی جاوے۔ چونکہ ابھی تک جماعتوں کی طرف سے جوابات وصول نہیں ہوئے۔ اس لئے بطور یاد دہانی عرض ہے کہ سکرٹری صاحبان خاص توجہ سے ان فارموں کو مکمل کریں جو ان کو بھیجے گئے ہیں۔ اگر کسی انجمن میں میری چٹھی اور فارم نہیں پہونچے ہوں تو مجھ سے طلب کئے جا سکتے ہیں۔

(مرزا محمد شفیع جائنٹ ناظر بیت المال برائے صوبہ سرحد)

انجمن حمایت اسلام لاہور کی پنجاہ سالہ جوبلی

انجمن حمایت اسلام لاہور نے خدا کے فضل و کرم سے اپنی عمر کی نصف صدی پوری کر لی ہے اور اس کی جوبلی آئندہ ایسٹر کی تعطیلات میں ایک خاص اہتمام کے ساتھ منائی جانے والی ہے۔ اس پچاس سال کے طویل عرصہ میں انجمن کو جن گوناگوں مالی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ ان کا اندازہ انجمن کی اطلاعات سے کم و بیش ہر باخبر انسان کو ہو چکا ہے اور علم دوست طبقے سے یہ بات بھی پوشیدہ نہیں ہے۔ کہ باوجود ان دشواریوں کے انجمن نے صوبے کی علمی ترقیات میں کن مہمات کا مظاہرہ کیا ہے۔ آسانی سے کہا جا سکتا ہے کہ صرف پنجاب ہی نہیں۔ بلکہ کشمیر، سرحد اور بلوچستان تک کو انجمن کے انوار علوم نے روشن کر دیا ہے اور ہندوستان بھر کی مسلم سیاسیات پر انجمن معنوی طور پر اثر انداز ہے۔ جوبلی کے موقع پر انجمن نہ صرف ایک ایسے شاہکار کی بنیاد ڈالنی چاہتی ہے جو صوبہ کی مسلم تاریخ میں یادگار رہیگا۔ بلکہ آئندہ پچاس سالہ پروگرام بھی اس موقع پر تیار ہوگا۔ اور یہ ایک ایسا جامع پروگرام ہوگا جو صوبہ کی تمام مسلم ضروریات کا حامل ہو۔ لہٰذا اعلان عام ہے کہ مسلمانان پنجاب خصوصاً اور مسلمانان ہند عموماً اپنے بہترین مشوروں سے انجمن کی رہنمائی فرمائیں۔ اور جوبلی کی تقریب کو مسلم ضروریات کے لحاظ سے من کل الوجوہ کامیاب بنانے کے لئے اپنی انتہائی کوششوں اور ہمدردیوں کو کام میں لا کر عنداللہ ماجور ہوں۔ (مولوی) غلام محی الدین خان (ایڈووکیٹ) سکرٹری پبلسٹی کمیٹی

احمدی لڑکی کا رشتہ غیر احمدی کو دینا جائز نہیں

احمدی لڑکی کا رشتہ غیر احمدی سے کرنے کے متعلق غیر مبایعین عموماً غلطی میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اور کسی وقت کوئی شخص اس غلطی کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس مسئلہ پر کسی قدر روشنی ڈالی جائے:۔

مولوی فضل الرحمٰن صاحب مرحوم کا واقعہ

(۱) سب سے پہلے میں مولوی فضل الرحمٰن صاحب مرحوم ساکن موضع ہیلاں ضلع گجرات کا واقعہ اور اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کا فیصلہ پیش کرتا ہوں۔ مولوی صاحب موصوف حضرت حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ عنہ کے قریبی رشتہ داروں میں سے تھے۔ ان کی ہمشیرہ وزیرآباد میں ایک معزز غیر احمدی خاندان میں (جو حضرت حافظ صاحب مرحوم کے ننہال تھے) بیاہی ہوئی تھی۔ جو غیر احمدی تھی۔ اور اس کا خاوند فوت ہو چکا تھا۔ اس نے اپنے ایک لڑکے کے لئے مولوی صاحب سے ان کی لڑکی کے رشتہ کی درخواست کی۔ مولوی صاحب نے اپنی ہمشیرہ کی درخواست منظور کر لی۔ اور منگنی قرار پا گئی۔ اس وقت مولوی صاحب کو اس بات کا علم نہیں تھا۔ کہ یہ بات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کے خلاف ہے۔ بعد میں انہیں جب اس بات کا علم ہوا۔ تو انہوں نے اس معاملہ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کر کے اس کے لئے اجازت کی درخواست کی۔ اور حسب ذیل عریضہ لکھا۔

مولوی فضل الرحمٰن صاحب کا پہلا خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بحضور مولائی وملجائی حضرت امامنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

چونکہ حضور کے گرامی اوقات کا دنیاوی امورات کو پیش کر کے حارج ہونا شاید ہمارے لئے گناہ کا باعث ہے۔ مگر مجبوری ہے۔ لہٰذا بہت ہی مختصر الفاظ میں گذارش ہے۔

میری ایک ہی ہمشیرہ ہے۔ اور بیوہ ہے۔ اگرچہ حضور کی بیعت میں ابھی تک داخل نہیں ہو سکی۔ مگر تاہم سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ہرگز ہرگز مخالف نہیں۔ عرصہ تین سال کا ہوا۔ کہ میں اس کے ایک لڑکے کو جو ابھی تک نابالغ ہے۔ اپنی لڑکی کے ناطہ کا وعدہ دے چکا ہوا ہوں۔ اب اس لئے کہ میری ہمشیرہ حضور کی بیعت میں داخل نہیں ہے۔ اگر میری جانب سے اس ناطہ کے لئے انکار ہوا۔ تو علاوہ قطع رحمی کے لب گور تک فیما بین جدائی ہو جاوے گی جس کا مجھے بھی نہایت قلق ہو گا۔ اس لئے گذارش ہے۔ کہ اگر مرضات اللہ اور حضور کے خلاف منشاء نہ ہو۔ تو اپنی لڑکی کا نکاح اپنی ہمشیرہ کے لڑکے سے کر دوں۔ امید قوی ہے۔ کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ رابطہ ہر طرح پر مبارک ہو گا۔ جواب باصواب سے سرفراز فرمایا جائے۔

راقم۔ فضل الرحمٰن احمدی از ہیلاں ضلع گجرات (پنجاب)

خط کا جواب

اس خط کا حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے حسب ذیل جواب انہیں لکھا۔

السلام علیکم۔ اصل خط واپس ہے۔ بمعہ جواب پھر واپس کریں۔ وہ لڑکا کس عمر کا ہے۔ اس کے باپ کے خیالات کیسے ہیں۔ کس شخص کی زیر تربیت میں وہ لڑکا ہے۔ کیا آپ کی ہمشیرہ اور اس کے لڑکے کا آپ پر اتنا حق بھی نہیں۔ کہ آپ سلسلہ حقہ کی اہمیت پورے طور پر ان کے ذہن نشین کرائیں۔ اور ان کو اس نعمت عظمیٰ سے بے نصیب نہ رہنے دیں۔ خادم محمد صادق

مولوی فضل الرحمٰن صاحب کا دوسرا خط

اس پر مولوی فضل الرحمٰن صاحب نے جواباً حسب ذیل خط حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں لکھا۔

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

یکم اپریل ۱۹۰۸ء۔ مولانا و بالفضل اولنا حضرت مفتی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ بحضور امام الوقت علیہ الصلوٰۃ والسلام

میں نے ایک نیاز نامہ ارسال کیا تھا۔ جس کا جواب آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ حسب الارشاد عالی۔ میں اپنا وہ خط مع اس جواب کے بھی ارسال کر دیتا ہوں۔ جناب نے میرے خط کے جواب میں چار باتوں کا سوال فرمایا ہے۔ جن کا جواب ذیل میں درج ہے۔ (اول) لڑکے کی عمر تخمینہ ۲۰ سال ہو گی۔ اور ایف۔ اے کلاس میں تعلیم پاتا ہے۔ (دوم) اس کا والد فوت ہو گیا ہے خاص حضرت اقدس کی نسبت اس کے خیالات اچھے تھے۔ مگر سلسلہ عالیہ کے مخالف تھے۔ اور انہوں نے حضرت کی بیعت بھی نہ کی ہوئی تھی (سوم) اپنے دادا کے بھائی (جو نہایت ضعیف اور بیمار ہیں) کے زیر تربیت وہ لڑکا تعلیم وغیرہ پاتا ہے۔ (چہارم) میرا حق ہے کہ میں اپنی ہمشیرہ اور اس کے لڑکے کو سلسلہ حقہ کی تبلیغ کروں اور اس نعمت سے (بے نصیب نہ) رہنے دوں۔ چنانچہ انشاء اللہ تعالیٰ مجھے ان کے مان جانے پر بہت کچھ امید ہے کل امر مرھون باوقاتہا۔ میں اس بارہ میں بہت کچھ کوشش کر رہا ہوں":

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم

اس پر حضرت مفتی صاحب نے مولوی فضل الرحمٰن صاحب کو حسب ذیل خط لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

برادرم مکرم۔ السلام علیکم۔ آپ کا خط ملا۔ اور حضرت صاحب کی خدمت میں ایک مناسب موقعہ پر پیش ہوا۔ حضرت فرماتے ہیں کہ یہ امر بالکل ہمارے طریق کے برخلاف ہے۔ کہ آپ اپنی لڑکی ایک ایسے شخص کو دیں۔ جو کہ اس جماعت میں داخل نہیں۔ یہ گناہ ہے۔ فرمایا ان کو لکھو کہ یہی آپ کے واسطے امتحان کا وقت ہے۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنا چاہیئے۔ اصحابہ نے دین کی خاطر باپوں اور بیٹوں کو قتل کر دیا تھا۔ کیا تم دین کی خاطر ایک بہن کو ناراض بھی نہیں کر سکتے۔ فرمایا آپ کی بہن اور اس کا بیٹا بالغ عاقل ہیں خدا کے نزدیک وہ مجرم ہیں۔ کہ سلسلہ حقہ میں داخل نہیں ہوتے ان کو سمجھاؤ۔ اگر سمجھ جائیں۔ تو بہتر۔ ورنہ خدا کو کسی کی کیا پرواہ ہے۔ پس یہ قطعی حکم ہے۔ کہ جو لڑکا احمدی نہ ہو۔ اس کو لڑکی دینا گناہ ہے۔ والسلام۔

خادم عاجز محمد صادق عفی اللہ عنہ۔ قادیان ۱۷/۴

اس کے بعد یہ معاملہ اسی حالت میں رہا۔ اور مولوی صاحب مرحوم اس انتظار میں رہے۔ کہ ان کی ہمشیرہ اور اس کا لڑکا سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوں۔ اور اسی اثناء میں حضرت مسیح موعود رحلت فرما گئے:

مولوی صاحب کی ہمشیرہ کی بیعت کا خط

اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے عہد کے شروع میں حضور ممدوح کی خدمت میں مولوی صاحب مرحوم کا لکھا ہوا ان کی ہمشیرہ کی طرف سے بیعت کا خط آیا۔ جس کا حسب ذیل جواب حضرت مفتی صاحب موصوف کی طرف سے انہیں پہنچا۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی۔ مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خط آپ کا آیا حضرت نے درخواست بیعت قبول کی۔ اور دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان کو استقامت دے۔ اور استغفار لاحول الحمد۔ اور درود شریف پڑھنے کی بہت توفیق بخشے۔ آمین والسلام ۱۱ فروری ۱۹۰۹ء از قادیان۔ خادم محمد صادق عفی عنہ"

احمدی لڑکی کا غیر احمدی لڑکے سے نکاح

جب مولوی فضل الرحمٰن صاحب مرحوم کو ان کی ہمشیرہ کی

درخواست بیعت کی منظوری کا مذکورہ بالا جواب پہنچا۔ تو انہوں نے اپنی لڑکی کا نکاح اس لڑکے سے کر دیا۔ جس کے بعد فوراً ہی ان کی ہمشیرہ نے صاف کہہ دیا۔ کہ میں نے محض رشتہ لینے کے لئے بیعت کا خط لکھوایا تھا۔ ورنہ میں نہ اس وقت احمدی تھی نہ اب ہوں

مولوی فضل الرحمٰن صاحب کا جماعت سے اخراج

مقامی جماعت نے یہ واقعہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھ دیا۔ جس پر آپ نے مولوی فضل الرحمٰن صاحب کو جماعت سے خارج کر دیا۔ اور جماعت ہیلاں کو ان کے متعلق حسب ذیل حکم ارسال فرمایا

"السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ صرف اللہ پر بھروسہ رکھو۔ دنیا روزے چند۔ عاقبت کار با خداوند۔ اللہ تعالیٰ ایسا بادشاہ ہے۔ کہ ایک کے جانے سے قوم بخشتا ہے۔ فرماتا ہے فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم یہ اس کا فضل ہے۔ مولوی فضل الرحمٰن صاحب امام مسجد ہیں۔ اور یہ لوگ بہت کمزور ہوتے ہیں۔ وہ مجھے فرماتے۔ تو میں انشاء اللہ بہت تدبیریں کر دیتا۔ مگر آپ بات جانے دو۔ وہ آپ کے پیچھے جا ہیں۔ تو نماز پڑھ لیں۔ ہم امام کے خلاف نہیں کر سکتے۔ تو بیعت باطل ہوتی ہے۔ اور اس راز کو یہ لوگ نہیں سمجھتے۔ اس لئے آپ ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ ان کے داماد اور ان کا کنبہ سخت دشمن ہیں۔ اللہ رحم کرے۔ نور الدین ۲۵ فروری"

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کا یہ مکتوب اخبار بدر جلد ۱۰ ع ۱۲ پرچہ ۸ دسمبر ۱۰ء میں چھپ بھی چکا ہے۔ اس کے علاوہ ایک خط اسی بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت مفتی محمد صادق صاحب کا دستخطی حکیم علی احمد صاحب سیکرٹری جماعت ہیلاں کو ان کے خط کے جواب میں بھیجا گیا جو حسب ذیل ہے:۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی

مکرمی سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ خط آپ کا حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں آیا۔ مخالفوں کے پیچھے نماز پڑھنی نہیں چاہیئے۔ احمدی امام کے پیچھے نماز ادا کرنی چاہیئے۔ جو اس کے برخلاف کرے، استغفار پڑھے۔ والسلام

از قادیان ۳۰ جنوری ۱۰ء محمد صادق عفی عنہ"

مولوی فضل الرحمٰن صاحب کا رویہ

جب مولوی فضل الرحمٰن صاحب کی اس کارروائی کی بناء پر حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے انہیں جماعت سے خارج کر دیا۔ اور جماعت کو حکم دے دیا۔ کہ انہیں مخالفین میں سے سمجھا جائے۔ اور جس طرح دوسرے غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں، اسی طرح ان کے پیچھے بھی نماز نہ پڑھی جائے۔ تو جماعت نے ان سے بکلی قطع تعلق کر لیا۔ مگر باوجود اس کے جماعت کے ساتھ ہی نمازیں پڑھتے رہے۔ اور ان کی ہمیشہ یہ کوشش رہی۔ کہ انہیں معاف کیا جائے۔ اور وہ چندہ بھی پیش کرتے رہے۔ مگر نہ تو انہیں معافی دی گئی۔ اور نہ ہی ان سے چندہ لیا گیا لیکن انہوں نے استقلال دکھلایا۔ اور جو غلطی ان سے ہوئی اس پر انہوں نے پورے طور پر ندامت اور پشیمانی کا ثبوت دیا اور باوجودیکہ ان سے جماعت کا کوئی فرد تعلق نہیں رکھتا تھا۔ انہوں نے غیروں کی طرف کبھی رخ نہ کیا۔ اور اپنی طرف سے جماعت کے ساتھ لپٹا رہنے کی پوری کوشش کرتے رہے۔

مولوی فضل الرحمٰن صاحب کی ازسرِنو بیعت

مولوی فضل الرحمٰن صاحب حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد جلد ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں معافی کی درخواست کرنے اور بیعت کرنے کی غرض سے قادیان آئے۔ اور حضرت حافظ روشن علی صاحب کے واسطہ سے حضور کی خدمت میں اس بارہ میں درخواست کی۔ جس پر حضور نے انہیں معاف کر دیا۔ اور ان کی بیعت کی درخواست بھی منظور فرمائی۔ اور اسی روز سے وہ ازسرِنو جماعت میں داخل ہوئے۔

ناجائز وعدہ

سوال۔ ایک شخص کی درخواست حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش ہوئی۔ کہ میری ہمشیرہ کی منگنی مدت سے ایک غیر احمدی کے ساتھ ہو چکی ہے۔ اب اس کو قائم رکھنا چاہیئے یا نہیں؟

جواب فرمایا ناجائز وعدہ کو توڑنا اور اصلاح کرنا ضروری ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی تھی۔ کہ شہد نہ کھائیں گے خدا تعالےٰ نے حکم دیا۔ کہ ایسی قسم کو توڑ دیا جائے۔ علاوہ ازیں منگنی تو ہوتی ہی اسی لئے ہے۔ کہ اس عرصہ میں تمام حسن و قبح معلوم ہو جائیں۔ منگنی نکاح نہیں۔ کہ اس کا توڑنا گناہ ہو۔ (بدر ۲۷ جون ۱۹۰۷ء)

غیر احمدی کو رشتہ دینے کی سخت ممانعت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صاف و صریح حکم

(مکتوب حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

"حافظ محمد عیسےٰ صاحب! میاں محمد امین آپ کی قوم سے ہیں اور حضرت صاحب کے مخلص ہیں۔ اور جہاں تک مجھے یقین و علم ہے۔ آپ کی قوم سے کوئی بھی احمدی نہیں۔ اور حضرت صاحب کا صاف و صریح حکم ہے۔ کہ بدوں احمدی کے لڑکی کا رشتہ نہ کیا جاوے۔ اس لئے انسب یہی ہے۔ کہ آپ یہ رشتہ منظور کر لیں۔ نور الدین ۸ جون ۱۹۰۶ء"

(منقول از الفضل ج ۱۱ ع ۶۴ پرچہ ۱۵ فروری ۱۹۲۴ء)

خاکسار محمد اسمٰعیل عفی اللہ عنہ

ایک فارسی ٹریکٹ کے متعلق انعامی اعلان

نظارت ہذا کے زیر غور ایک ٹریکٹ بزبانِ فارسی تیار کرانے کی تجویز ہے۔ جس میں مفصلہ ذیل امور کا لحاظ رکھا جائے گا

۱۔ مضمون چہار اوراق سے زائد نہ ہو۔

۲۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی مختصراً درج ہوں۔

۳۔ حضور کا فارسی الاصل ہونا بالتفصیل درج کیا جائے۔

۴۔ یہ امر بھی مختصراً مگر مدلل طور پر درج ہو۔ کہ اس زمانہ میں عیسائیت تمام جہان پر اثر انداز ہو رہی ہے۔ لازماً مجدد زمان کا کام کسر صلیب کا ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ اخبار صحیحہ اور احادیث شریفہ میں صاف صاف مذکور ہے۔ اور یہی کام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ سے ایسا ہوا۔ کہ عیسائی لوگ اور ان کے حضرات پوپ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دلائل و براہین کا جواب پیش کرنا تو درکنار، غلامانِ مسیح موعود سے تبادلۂ خیالات کرنے سے بھی گھبراتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شاگرد چار دانگ عالم میں تبلیغ اسلام کے لئے مشن قائم کر چکے ہیں۔ اور بڑی محنت سے جملہ فرقہائے میں صحیح تعلیم اسلام پیش کر کے داعی الحق کے فرائض ادا کر رہے ہیں۔ نوجوانان جماعت احمدیہ آبادان کی طرف سے یہ بھی اعلان کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ جو صاحب اس کار خیر میں اپنا قیمتی وقت صرف کر کے عمدہ سا ایک ٹریکٹ تیار کر دیں گے بشکریہ کے علاوہ ایک معتدبہ رقم بطور انعام ان کی خدمت میں پیش کی جائیگی ان نوجوانوں کی اس خواہش سے بھی پتہ چل سکتا ہے۔ کہ اہل فارس میں خصوصاً اور دیگر فارسی دان ممالک میں تبلیغ کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ مگر ہمارے اہل قلم شاید اہل فارس کی طرف روئے سخن کرنا نہیں چاہتے۔ یہ ایک ضروری فرض ہے۔ جس کی ذمہ واری نظارت ہذا پر ہے۔ جو دوست ہاتھ بٹائیں، ماجور عند اللہ ہوں گے۔ اور نظارت ہذا ان کا شکریہ ادا کرے گی۔ اگر آبادان کے احمدی یا کوئی دوسرے معزز (مثلاً مبلغ صاحب حیفا ابو العطاء جالندھری) اردو میں ہی ٹریکٹ کا مضمون بھیج دیں، تو فارسی ترجمہ کرا لیا جائے گا۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

شیعوں کی طرف سے کہدیا جاتا ہے کہ یہ حدیث غلط ہے۔ ہم اسے نہیں مانتے۔ چنانچہ حال میں ٹلہ گنگ ضلع کیمبل پور میں شیعہ حضرات کے ایک مبلغ صاحب نے دوران گفتگو میں کہدیا۔ کہ ہم اس کو نہیں مانتے اور یہ لکھدیا۔ کہ "میں حضرت علی کرم اللہ وجہ کو خاتم الاولیا نہیں مانتا"

سید آفتاب حسین مبلغ شیعہ بقلم خود ٹلہ گنگ

مسئلہ اجرائے نبوت اور شیعہ اصحاب کی کتب

شیعہ حضرات کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ نبوت تو بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بند ہے۔ ہاں امامت جاری ہے۔ امام آتے رہیں گے چنانچہ شیعہ صاحبان بارہ اماموں کے قائل ہیں۔ اور ان کے نزدیک بارھویں امام سر من رائے غار میں غائب ہو چکے ہیں۔ جو قیامت کے قریب قائم آل محمد کے نام سے موسوم ہو کر اور اس امت کے لئے مہدی بن کر تشریف لائیں گے۔

امامت سے مراد

لیکن عجیب بات یہ ہے۔ کہ شیعوں میں امامت کا جو درجہ بیان کیا جاتا ہے۔ وہ نبوت سے بڑھ کر ہے۔ یا کم از کم عین نبوت مرادف ہے چنانچہ امام ابو عبد اللہ فرماتے ہیں۔ "من عرفنا كان مومنا ومن انكرنا كان كافرا" (اصول کافی صفحہ ۱۱۱) کہ جس نے ہمیں پہچانا وہ مومن ہے۔ اور جس نے ہمارا انکار کیا۔ وہ کافر ہے۔ پھر لکھا ہے۔ "ان الامامة خلافة الله وخلافة الرسول ومقام امير المومنين" (اصول کافی صفحہ ۱۲۵) کہ امامت خلافت الٰہیہ اور خلافت رسول اور امیر المومنین یعنے حضرت علی کا مقام ہے اور یہ ایک بدیہی اور واضح امر ہے۔ کہ خلیفۃ اللہ نبی ہی ہوتا ہے۔ باقی رہا مقام امیر المومنین سو واضح رہے۔ کہ اس کی تشریح بھی ان کی کتب سے ہی پیش کرتا ہوں۔

حضرت علیؓ کا مقام شیعوں کے نزدیک

لکھا ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ "ولقد اقرت لی جمیع الملائكة والروح والرسل بمثل ما اقروا به لمحمد ولقد حملت على مثل حمولته وهي حمولة الرب" (اصول کافی صفحہ ۱۱۱) کہ تمام فرشتوں اور رسولوں نے میرا اقرار کیا۔ اور تابعداری کی جس طرح حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تمام انبیاء اور فرشتے ایمان لائے۔ اور شب معراج جس طرح حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے سواری آئی۔ اسی طرح میرے لئے بھی خدا کی طرف سے سواری آئی۔ گویا وہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مثیل ہر رنگ میں ہوگئے۔ پھر لکھا ہے۔ "ان علياً كان اماماً فرض الله طاعته" (اصول کافی صفحہ ۱۱۱) یعنی حضرت علیؓ کی اطاعت بوجہ ان کے امام ہونے کے فرض ہے۔ پھر لکھا ہے۔ "سمعت اباعبد الله يقول ان فى على سنة الف نبى من الانبياء" (اصول کافی صفحہ ۱۳۵) کہ حضرت علی میں ایک ہزار نبیوں کا نمونہ ہے۔ اگر ہر ایک نبی کی ایک ایک بات بھی حضرت علی میں پائی جائے۔ تو بھی نبیوں کے ایک ہزار وصف آپ کے اندر ماننے پڑیںگے

پھر لکھا ہے۔ "ان الله جمع لمحمد علم النبيين وانه جعل ذالك كله عند امير المومنين" (اصول کافی صفحہ ۱۳۶) کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریم کو تمام نبیوں کے علوم دیئے۔ اور آپ نے ان تمام علوم کو حضرت علی کی طرف منتقل کر دیا۔ گویا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات کے وارث حضرت علی ہوئے ان حوالجات سے اندازہ لگ سکتا ہے۔ کہ امامت کی کیا شان ہے۔ گویا نبوت کا مقام اس کے مقابل میں کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا پس جب امامت کی یہ شان ہے۔ اور یہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد جاری رہی۔ تو ہر ایک عقل سلیم اس بات کو ماننے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ کہ نبوت جسے اس قسم کی امامت سے ادنیٰ ٹھہرایا جاتا ہے وہ تو یقیناً جاری ہوگی۔ کیونکہ اعلےٰ کے اندر ادنیٰ چیز تو خود بخود آجاتی ہے

معنے خاتم النبیین

اب چند ایک حوالجات اس امر کے متعلق درج کئے جاتے ہیں کہ شیعہ کتب سے خاتم النبیین کے معنی کیا ثابت ہوتے ہیں۔ لکھا ہے "ختم بنبيكم النبيين فلا نبى بعده ابداً وختم بكتابكم الكتب فلا كتاب بعده ابداً" (اصول کافی صفحہ ۱۶۵) حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے نبیوں کو اسی طرح ختم کیا جس طرح قرآن کریم نے کتابوں کو ختم کیا۔ اب اگر اس جگہ یہ معنے خاتم النبیین کے لئے جائیں۔ کہ اب کوئی نبی نہیں ہوگا۔ تو ماننا پڑے گا۔ کہ قرآن شریف کی موجودگی میں کوئی کتاب بھی کتاب نہیں کہلا سکتی۔ اگر خاتم الکتب ہونے سے یہ مراد ہو۔ کہ شریعت کی حامل کوئی کتاب نہیں ہو سکتی۔ تو ہم کہتے ہیں۔ کہ اب کوئی تشریعی نبی نہیں آسکتا۔ بہر حال جو معنے خاتم الکتب کے ہیں۔ وہی معنے خاتم النبیین کے ہیں۔ ایک دوسری جگہ لکھا ہے "عن النبى قال انا خاتم الانبياء وانت يا على خاتم الاولياء وقال امير المومنين ختم محمد الف نبى وختمت الف وصى" (تفسیر صافی جلد ۲ صفحہ ۱۱) کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے علی میں خاتم الانبیاء اور تو خاتم الاولیا رہے۔ اور حضرت علی نے فرمایا۔ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک ہزار نبی کو ختم کیا۔ اور میں نے ایک ہزار وصی کو۔ اس جگہ یہی بات قابل غور یہ ہے۔ کہ اگر "خاتم" کے معنی ختم کر دینے کے ہوتے۔ کہ اب کوئی نبی نہ آئے گا۔ تو یہ بھی ماننا پڑتا ہے۔ کہ حضرت علی کے بعد کوئی ولی بھی نہیں ہو سکتا۔ لیکن شیعہ حضرات میں سے کوئی بھی اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ کہ حضرت علی کے بعد کوئی ولی نہیں ہو سکتا چونکہ اس طرح خاتم النبیین کے معنی بالکل حل ہو جاتے ہیں۔ اس لئے

اقبالی ڈگری

پھر شیعہ حضرات اس امر کے قائل ہیں۔ کہ قائم آل محمد یعنے مہدی بھی رسول ہوگا۔ چنانچہ لکھا ہے۔ "هو الذى ارسل رسوله بالهدىٰ ودين الحق ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون انها نزلت فى قائم آل محمد وهو الامام الذى يظهره الله على الدين كله" (تاریخ بحار الانوار صفحہ ۱۲ باب الآیات المؤولہ) یعنے یہ آیت جسکا مطلب یہ ہے۔ کہ وہ ذات پاک ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا۔ تاکہ اسے تمام ادیان پر غالب کر دکھائے چاہے مشرک ناپسند ہی کریں۔ قائم آل محمد کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ اور وہی امام ہے جو دین اسلام کو تمام ادیان پر غالب کر دیگا۔ پس اس آیت سے بھی صاف ثابت ہو گیا۔ کہ دین اسلام کا تمام ادیان پر غلبہ کسی نبی اور رسول کے ہاتھ سے ہی ہوگا اس جگہ یہ تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ یہ غلبہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تو نہیں ہوا۔ ہاں امام مہدی کے زمانہ میں ہوگا۔

"قال فكان من الآيات التى اراها الله محمداً حين اسرى به الى بيت المقدس ان حشر له الاولين والآخرين من النبيين والمرسلين" (تفسیر صافی صفحہ ۲ صفحہ ۱۲۶ الزخرف) امام صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ان آیات میں سے جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ کو دکھائیں۔ جبکہ آپ بوقت اسرا بیت المقدس تشریف لے گئے۔ ایک یہ آیت بھی تھی۔ کہ آپ کے سامنے پہلے اور بعد کے نبی اور رسول اکٹھے کئے گئے۔ اس کے متعلق قابل غور امر یہ ہے۔ کہ "اولین" سے مراد کس سے پہلے ہیں۔ اور "آخرین" سے مراد کس کے بعد کے ہیں۔ حد اوسط کون ہے۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی دوسرا ان ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ آپ ہی مخاطب ہیں۔ اور صاف ثابت ہو گیا۔ کہ "آخرین" سے مراد وہ انبیاء ہیں۔ جو حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد آنے والے تھے۔ پس اس سے یہ امر بھی پایہ ثبوت کو پہنچ گیا۔ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی آئیں گے۔

"عن ابى الحسن عليه السلام قال ولاية على مكتوبة فى جميع صحف الانبياء ولن يبعث الله احداً الا بنبوة محمد صلى الله عليه وسلم ووصية على عليه السلام" - (اصول کافی صفحہ ۲۶۶ کتاب الحجۃ) کہ حضرت علی کی ولایت تمام انبیاء کے صحیفوں میں مندرج ہے۔ اور آئندہ بھی خدا تعالیٰ کسی نبی کو نہیں بھیجیگا مگر اسی کو جو حضرت محمد رسول اللہ کو نبی اور حضرت علی کو ان کا وصی مانتا ہوگا

یہاں بھی لن یبعث اللّٰہ احداً کے الفاظ اس امر پر دلالت کر رہے ہیں۔ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ بند نہیں بلکہ کھلا ہے۔ ہاں صرف ان کے لئے جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحت ہو کر آئیں۔ یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "ایک غلطی کا ازالہ" میں بایں الفاظ رقم فرمایا ہے۔ "نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں۔ مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی ہے یعنی فنافی الرسول کی پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے۔ اس پر ظلی طور پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے۔ جو نبوت محمدی کی چادر ہے۔ اس لئے اس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں۔ کیونکہ وہ اپنی ذات سے نہیں بلکہ اپنے نبی کے چشمہ سے لیتا ہے۔" ص ۱۰

امام مہدی قائم کے بارے میں ایک اور روایت ملاحظہ ہو۔ لکھا ہے

ان القائم المھدی من نسل علی اشبہ الناس بعیسی ابن مریم خَلقاً و خُلقاً و سیماً و ھیئۃ یعطیہ اللّٰہ عز وجل ما اعطی الانبیاء و یزیدہ (تاریخ بحار الانوار ص ۱۶)

کہ قائم مہدی حضرت علی کی نسل سے ہوگا۔ صورت و سیرت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے زیادہ مشابہ ہوگا اللہ تعالیٰ اسے وہ کچھ دے گا۔ جو اس نے انبیا کو دیا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ دیگا۔ پس اگر امام مہدی کو نبیوں کی تمام باتیں بلکہ اس سے بھی زیادہ ملیں گی۔ تو کیا وہ پھر بھی نبی نہ بنیں گے۔ اور جب وہ نبی ہو گئے۔ تو "ختم نبوت" کے معنی "آئندہ نبی نہ آئیں گے" کس طرح ہو سکتے ہیں۔

صراط الذین انعمت علیھم۔۔۔ قال ھم الذین قال اللّٰہ ... ومن یطع اللّٰہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللّٰہ علیھم من النبیین والصدیقین الآیۃ (تفسیر صافی جلد ا ص ۳۲)

کہ سورۃ فاتحہ میں جو اللہ تعالیٰ نے سکھلایا ہے۔ کہ اے خدا تو ہمیں ان لوگوں کا رستہ دکھلا۔ جن پر تیرا انعام ہوا اس سے مراد وہ لوگ ہیں۔ جن کا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ذکر کیا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ اور حضرت محمد رسول اللہ کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں کے زمرہ میں شامل ہو جائیں گے جو نبی تھے صدیق تھے وغیرہ۔ اس سے بھی اجرائے نبوت ہی ثابت ہوئی۔ شیعہ حضرات کی کتب سے یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت امام مہدی کئی انبیاء کی صفات کے مدعی ہونگے۔ جیسا کہ لکھا ہے۔

"ولیقول المھدی یا معشر الخلائق الا ومن اراد ان ینظر الی ابراھیم واسماعیل فھا انا ذا ابراھیم واسماعیل الا ومن اراد ان ینظر الی موسیٰ ویوشع فھا انا ذا موسیٰ ویوشع۔ الا ومن اراد ان ینظر الی عیسیٰ فھا انا ذا عیسیٰ وشمعون الا ومن اراد ان ینظر الی محمد و امیر المومنین فھا انا ذا محمد صلعم و امیر المومنین" (بحار الانوار صفحہ ص ۲۰۲)

کہ مہدی کہیگا۔ اے لوگو جو شخص حضرت ابراہیمؑ حضرت اسمٰعیلؑ حضرت موسیٰؑ حضرت یوشعؑ حضرت عیسیٰؑ حضرت محمد رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی رضؓ کو دیکھنا چاہے وہ مجھے دیکھ لے۔ یہی دعویٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا ہے۔ اور آپ کا الہام ہے جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء اور اس کی تشریح آپ نے ایک شعر میں یوں فرمائی ہے۔ ؎

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں ॰ نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

سچ ہے کہ "دوسرے کا تنکا نظر آجاتا ہے۔ لیکن اپنا شہتیر نظر نہیں آتا" اگر یہی دعویٰ حضرت مسیح موعود مہدی معہود میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کریں تو قابل اعتراض قرار دئے جاتے ہیں۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایسے دعوے سے تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہوئی تھی

امام زمانہ یا مجدد وقت

یہ تو چند حوالہ جات اس امر کے متعلق تھے۔ کہ باب نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسدود نہیں۔ لیکن امام کے متعلق بھی شیعہ حضرات کی کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نبی کریمؐ نے فرمایا۔

"من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ الجاھلیۃ وکان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فکان علیاً" (اصول کافی ص ۲۱)

کہ جو شخص امام وقت کو نہ پہچانے اور مر جائے اسکی موت جاہلیت کی موت ہے یعنی وہ مسلمان نہیں ہے (کیونکہ جاہلیت کا زمانہ وہ زمانہ ہے جو اسلام سے پہلے کا تھا) اس سے جہاں امام وقت کی بیعت کی اہمیت ظاہر ہے وہاں یہ بھی ثابت ہے کہ ہر صدی کے سر پر مجدد یا امام مبعوث ہونا چاہیئے۔ چنانچہ اس کے متعلق بھی شیعہ حضرات کی کتب میں صراحت ہے۔

"وھذا اشارۃ الی الحدیث المشھور المروی عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ قال ان اللّٰہ یبعث لھذہ الامۃ علی رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا ومن نظر کتاب الکافی الذی صنفہ ھذا الامام۔۔۔ وتدبر فیہ تبین لہ صدق ذالک وعلم انہ رحمہ مصداق ھذہ الحدیث"

(اصول کافی خاتمۃ الطبع ص ۶۹۲)

یعنی یہ اشارہ ہے اس حدیث کی طرف جو مشہور ہے۔ اور حضرت نبی کریمؐ سے مروی ہے کہ خدا ہر صدی کے سر پر ایک مجدد کو مبعوث کیا کریگا۔ اور جو اس کتاب کافی کو دیکھیگا جس کو اس امام نے تصنیف کیا ہے (یعنی محمد بن یعقوب کلینی) اس پر یہ امر واضح ہو جائیگا کہ یہ امام اس زمانہ کا مجدد ہے۔ اس حوالہ سے جہاں اس بات پر روشنی پڑی کہ بعثت مجددین کی حدیث مشہور اور مسلمہ ہے وہاں یہ بھی ثابت ہو گیا کہ کتاب اصول الکافی اور فروع کافی ہر دو شیعوں کے مسلمہ امام بلکہ مجدد نے لکھی ہیں۔ پس اب اس زمانہ میں سوائے ایک مدعی کے نہ تو ہمیں کوئی اور امام نظر آتا ہے نہ ہی کوئی مجدد پس شیعہ حضرات سے درخواست ہے کہ وہ حدیث رسول کو نہ جھٹلائیں۔ بلکہ امام زمان جری اللّٰہ فی حلل الانبیا نبی وقت کو قبول کر کے اپنی عاقبت درست کریں۔ خاکسار عبد الرحمٰن انور بوتالوی

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

یونائیٹڈ پریس کو معلوم ہوا ہے کہ ریاست کپور تھلہ کے بعض سرکردہ افسران کو جو احراریوں کی جتھہ بازی کے سلسلہ میں شورش پسندوں کی امداد کرتے رہے ہیں عنقریب ملازمت سے الگ کر دیا جائے گا۔ ازاں بعد انہیں باقاعدہ عدالتوں میں پیش کر کے ان پر مقدمات چلائے جائینگے۔

اخبار "سن" لنڈن کا نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ مسٹر میکڈانلڈ کی صحت ویسی ہی ہے۔ جیسی کہ پہلے تھی حقیقت یہ ہے۔ کہ ان کی موجودہ علالت جزواً سیاسی نوعیت کی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ پارلیمنٹ کے مزدور ارکان جائنٹ پارلیمنٹری کمیٹی کی رپورٹ کے مقابلہ میں ایک الگ رپورٹ ہندوستانی مسائل کے متعلق مرتب کر رہے ہیں اور امید کی جاتی ہے کہ مزدوروں کی یہ رپورٹ جائنٹ کمیٹی کی رپورٹ میں ایک اہم ترمیم کا کام دے گی۔

برلن سے ۳۰ جون کی اطلاع کے مطابق نازی پارٹی کے متعلق ہنگامی صورت حالات کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ اور کمانڈر انچیف نے نافذ کردہ ہنگامی قوانین کو منسوخ کرتے ہوئے اس امر کا اعلان کر دیا ہے۔ کہ تمام بری اور بحری فوج ہر ہٹلر کی حامی ہے۔ نازی خوش ہیں۔ کہ ان کے لیڈر نے سپاہیانہ عزم اور قابل تقلید حوصلہ سے باغیوں کا قلع قمع کر دیا۔ جنرل گورنگ نے گولی چلائے جانے کے واقعہ پر رائے زنی کرنا ممنوع قرار دے دیا ہے۔

قرضہ بل کے متعلق شملہ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ سلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ کی اشاعت کے بعد اس میں نمایاں تبدیلیاں کر دی جائیں گی۔ اور گورنمنٹ کی طرف سے ان تبدیلیوں کے متعلق اعلان بھی کر دیا جائیگا۔

شملہ سے ۳۰ جون کی اطلاع ہے۔ کہ مسٹر سی ایس رنگا آئر کے داخلۂ مندر بل کے متعلق حکومت ہند کو متعدد آرار موصول ہو چکی ہیں۔ قدامت پسند ہندوؤں کی جانب سے اکثریت ان لوگوں کی ہے۔ جنہوں نے بل مذکور کے خلاف آواز بلند کی ہے۔ دلی کے ایک مشہور کالج کے ایک سنسکرت پروفیسر نے بل مذکور کے متعلق انتہائی غصہ کا اظہار کرتے ہوئے لکھا۔ کہ میں محمد غوری کے ہندوستان پر حملے کا خیر مقدم کروں گا۔ مگر یہ امر قطعاً ناقابل برداشت ہے کہ ہندو مندروں کو اچھوت بطور عبادت گاہ استعمال کریں ایک ہری جن نے لکھا ہے۔ کہ ہندو مندر دوکانیں ہیں۔ جو پجاریوں نے اپنے عیش و آرام کی خاطر بنا رکھی ہیں۔ اور یہ بڑی توندوں والے پجاری خود تو کماتے نہیں۔ مگر دوسروں کے مال پر گلچھرے اڑاتے ہیں۔

سر شادی لال نے ۳۰ جون کو لنڈن میں بطور ممبر پریوی کونسل حلف وفاداری لیا۔

پونہ کے حادثۂ بم کے متعلق جو گاندھی جی پر پھینکا گیا سر محمد یعقوب ایم۔ ایل۔ اے نے شملہ سے ۳۰ جون کی اطلاع کے مطابق ایک بیان دیتے ہوئے کہا کہ یہ حادثہ ہندوؤں کے ایک عنصر کے ان گہرے جذبات کا مظہر ہے جو وہ گاندھی جی کے خلاف اپنے دل میں رکھتے ہیں۔ اور یہ اس امر کی دلیل ہے۔ کہ ان کا داخلۂ کونسل کو قانونی شکل دینے کا کام انتہائی طور پر غیر ہر دلعزیز ثابت ہوا ہے۔ ان کی طاقت ان کے حسن اخلاق اور ان کی آتمک شکتی کے متعلق خواہ کچھ کہا جائے اس میں ذرہ بھر بھی شک نہیں ہو سکتا۔ کہ ان میں کوئی ایسی طاقت ودیعت نہیں کی گئی۔ جس سے وہ کوئی ٹھوس تعمیری پروگرام ملک کے سامنے رکھ سکیں۔

اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں پیش کرنے کے لئے شملہ سے ۳۰ جون کی اطلاع کے مطابق مسٹر ایس سی مترا ایم۔ ایل۔ اے نے متعدد قراردادوں کا نوٹس دے رکھا ہے۔ جن کا ماحصل یہ ہے۔ کہ حکومت سول نافرمانی کے تمام مجرموں سے پابندیاں ہٹا لے۔ نیز موصوف نے اپنے ریزولیوشن میں حکومت سے مطالبہ کیا ہے۔ کہ ان اصحاب سے بھی پابندیاں اٹھائی جائیں۔ جنہیں تحریک سول نافرمانی کے سلسلہ میں ایک سال سے زیادہ عرصہ کے لئے سزائیں ہوئی ہیں۔ تاکہ وہ آئندہ انتخابات اسمبلی میں حصہ لے سکیں۔ نیز ان اصحاب کو رہا کر دیا جائے۔ جنہیں بلا سماعت مقدمہ دو سال یا زائد عرصہ کے لئے ریگولیشن نمبر ۳ ۱۸۱۸ء یا کسی دیگر ایکٹ کے ماتحت نظر بند کیا گیا ہے۔

دہلی سے ۳۰ جون کی اطلاع ہے کہ آل انڈیا ہری جن سیوک سنگھ کی طرف سے ۸۱۲ روپیہ ماہوار ہری جن طلباء کو بطور وظیفہ دیا جاتا ہے۔

فرانسیسی چیمبر نے پیرس سے ۳۰ جون کی اطلاع کے مطابق کثرت آراء سے یہ بل پاس کیا ہے کہ اختتام ۱۹۳۴ء سے پیشتر فرانس اپنے جنگی پروگرام میں توسیع کرے۔

حکومت فلسطین کا ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ حکومت کی یہ تجویز ہے کہ انگلستان سے ۲۵ لاکھ پونڈ قرضہ لیا جائے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آب رسانی اور بدررووں کی سکیم کی تکمیل کے لئے یہ قرضہ لیا جائے گا۔

سلطان پور تحقیقاتی کمیٹی کی سفارشات کے متعلق معلوم ہوا ہے۔ کہ مہاراجہ بہادر نے ان پر اپنی مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ انہیں اس امر کا بھی یقین ہے۔ کہ ریاست میں امن بحال کرنے کے لئے چیف منسٹر اور ریاستی کونسل کی کارروائی حق بجانب ہے۔

یو۔ پی گورنمنٹ نے بنارس سے یکم جولائی کی اطلاع کے مطابق بابو شو پرشاد گپتا کا مکان انہیں واپس کر دیا ہے اس مکان میں ڈسٹرکٹ کانگرس کمیٹی کے دفاتر ہوا کرتے تھے۔ اور گورنمنٹ نے دسمبر ۱۹۳۲ء میں اسے ضبط کیا تھا۔

حکومت ہند نے ایک سرکاری بیان شائع کیا ہے جس میں لکھا ہے۔ کہ امام یمن اور ابن سعود کی حکومتوں کے درمیان صلحنامہ پر دستخط ہو گئے ہیں۔ اور صلحنامہ کی مصدقہ نقول ایک دوسرے کے پاس پہنچ گئی ہیں۔

آل انڈیا ہندو مہاسبھا کے ایک جلسہ میں لاہور کی ایک اطلاع کے مطابق بھائی پرمانند نے تقریر کرتے ہوئے اپنی قوم کو مشورہ دیا کہ وہ عورتوں کو موجودہ نظام تعلیم نہ دلائیں۔ کیونکہ اس کے اثرات لڑکیوں پر نہایت برے ہوتے ہیں۔ وہ گھر کا انتظام کرنے کے قابل نہیں رہتیں۔ حالانکہ لڑکیوں کو تعلیم دینے کا مقصد یہ ہونا چاہئیے۔ کہ وہ گھر کی ملکہ ثابت ہوں۔

مردان کی ہندو لڑکی مسمات گوری جو کچھ عرصہ سے لاپتہ تھی۔ نتھیا گلی سے ۲ جولائی کی اطلاع کے مطابق مل گئی ہے۔ اور پولیٹیکل ایجنٹ نے اسے وارثوں کے سپرد کر دیا ہے۔

گاندھی جی کی کراچی میں متوقع آمد کے سلسلہ میں مقامی پولیس کو احکام موصول ہوئے ہیں۔ کہ گذشتہ متواتر حملوں کے پیش نظر وہ گاندھی جی کی زندگی کی حفاظت کریں۔

شملہ سے ۲ جولائی کا ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ لیگ اقوام کی اسمبلی کا ستمبر میں جو اجلاس ہو گا۔ اس میں ہندوستان کی نمائندگی کے لئے آنریبل سر آغا خاں۔ سر ڈینس برے۔ رائے بہادر سروے۔ ٹی کرشنم آچاریہ۔ اور سر ہومی مہتہ موجود ہونگے۔

آسام کے سیلاب زدہ علاقہ کی امداد کے لئے گورنر آسام نے حکومت کی طرف سے ایک لاکھ تیس ہزار روپیہ کی منظوری دی ہے۔ سیلاب زدہ علاقہ سے چوری اور لوٹ کی خبریں بھی آرہی ہیں۔

لنڈن سے یکم جولائی کی اطلاع کے مطابق جرمنی میں [illegible]

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی